رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۵ | پنجشنبہ مورخہ ۲۲ - اپریل سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

مسیح موعودؑ کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سیّد کونین مصطفٰے
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلینگے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلادت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی

مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی

تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی

اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے

ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں

تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے

اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے

سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں

پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نور مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا

پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجیئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجیئے

بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اس وقت اس کو منہ بھی دکھاؤ گے یا نہیں

تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار

لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے ٭ اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے ۔ ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا ٭ اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۲ اپریل ۱۹۲۰ء

غیر مبائعین کے ایک عام اعتراض کا جواب

(از میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل)

غیر مبائعین حضرات یہ سوال ہر ایک احمدی سے کرتے ہیں - کہ چونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دعوے کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے - اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتے - اور اس سوال کی بناء اپنی جہالت و نافہمی سے اعجاز احمدی کی ایک عبارت پر رکھتے ہیں - اس کا قابل دید و مسکت جواب سلسلہ عالیہ کے تونہال حضرت میر محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل نے تحریر کیا تھا - جس کو ہم ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے شائع کرتے ہیں ؛

(ایڈیٹر)

سوال غیر مبائعین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اعجاز احمدی صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں - کہ نبی کو اپنے دعوے کے سمجھنے میں غلطی نہیں لگتی کیونکہ انہیں ان کا دعوے نزدیک سے دکھایا جاتا ہے - لیکن چونکہ حضرت صاحب کو غلطی لگی اس واسطے وہ نبی نہیں ہیں -

پہلا جواب الزامی

غیر مبائعین کے اس اعتراض سے بجائے غیر نبی ثابت ہونے کے حضرت صاحبؑ نبی ثابت ہوتے ہیں اس اجمال کی تفصیل یہ ہے - کہ مبائعین کے خیال میں تو حضرت صاحبؑ ۱۹۰۲ء تک نبوت کی ایک اور تعریف خیال کرتے رہے - جب وہ تعریف اپنے میں نہ پاتے تھے - تو کہہ دیتے تھے - کہ میں نبی نہیں ہوں - لیکن غیر مبائعین تو مبائعین کی اس بات کو غلط سمجھتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ حضرت صاحبؑ کو کبھی غلطی نہیں لگی - بلکہ وہ اپنے دعوے میں ابتداء سے وفات تک ایک ہی بات پر قائم رہے - پس جبکہ امیر پیغام اور ان کے رفقاء کا یہ مذہب ہے کہ حضرت صاحبؑ کو دعوے میں کبھی غلطی نہیں لگی تو پھر کسی غیر مبائع کا یہ کیا حق ہے - جو کہتا ہے کہ چونکہ حضرت صاحبؑ کو دعوے میں غلطی لگی - اس لئے وہ نبی نہیں - بلکہ غیر مبائعین کے نزدیک تو حضرت صاحب نبی ہونے چاہئیں کیونکہ آپ کو دعوے میں کبھی غلطی نہیں لگی ؛

دوسرا جواب الزامی

حضرت صاحبؑ نے اعجاز احمدی میں یہی نہیں فرمایا کہ صرف نبی کو اپنے دعوے میں غلطی نہیں لگتی بلکہ یہ بھی فرمایا ہے - کہ کسی نبی کسی رسول کسی محدث کو غلطی نہیں لگتی - سو اگر غلطی لگنے کی وجہ سے غیر مبائعین حضرت اقدسؑ کو غیر نبی ثابت کرتے ہیں - تو ساتھ ہی ان کو چاہیئے - کہ آپ کو غیر محدث بھی سمجھیں - کیونکہ حضرت صاحبؑ نبی کی تخصیص نہیں کرتے - بلکہ محدث کو بھی اسی میں شامل کرتے ہیں - چنانچہ اعجاز احمدی کے صفحہ ۲۵ میں فرماتے ہیں ؛

"اور بعض کا یہ خیال ہے - کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے میں غلطی ہو جاوے - تو امان اٹھ جاتا ہے - اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعوے میں بھی دھوکہ کھایا ہو یہ خیال سراسر سفسطہ ہے - اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں - وہ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں"

دیکھئے! مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت اقدسؑ صاف فرماتے ہیں - کہ جو لوگ سمجھتے ہیں - کہ نبی یا رسول یا محدث اپنے دعوے کے سمجھنے میں غلطی کرتا ہے - وہ نیم سودائی ہوتے ہیں - اور ان کا یہ خیال محض سفسطہ ہے - پس اس حوالہ کے مطابق اگر حضرت صاحب کا دعوےٰ میں غلطی کرنا اس بات کو مستلزم ہے - کہ آپ نبی نہیں تو ساتھ ہی یہ بھی لازم آتا ہے - کہ آپ محدث بھی نہیں - کیونکہ مندرجہ بالا عبارت میں حضرت صاحبؑ جس طرح نبی کے متعلق یہ تجویز نہیں فرماتے - کہ وہ اپنے دعوےٰ میں غلطی کر سکتا ہے - اسی طرح یہ بھی بیان فرماتے ہیں - کہ محدث بھی غلطی نہیں کر سکتا - اب غیر مبائعین بتلائیں - کہ حضرت اقدسؑ نے تمہارے نزدیک اپنے دعوے کے سمجھنے میں کبھی غلطی بھی کھائی ہے یا نہیں ؟ اگر کہو کہ ہمارے نزدیک آپؑ نے کبھی غلطی نہیں کھائی - تو اب بولو کہ پھر اعجاز احمدی کے حوالہ سے آپ کا غیر نبی ہونا کس طرح ثابت ہوا - وہاں لکھا ہے - کہ نبی غلطی نہیں کھاتا - اور تمہارے نزدیک حضرت صاحبؑ نے کبھی غلطی نہیں کھائی - تو وہ پھر غیر نبی کس طرح ہو گئے ؛

اور اگر کہو - کہ ہاں حضرت اقدسؑ نے غلطی کھائی ہے - اس لئے وہ نبی نہیں - تو یہ بھی مان لو - کہ آپ محدث بھی نہیں - جس طرح حضرت صاحب کے غلطی کھانے سے استدلال کرتے ہو کہ وہ غیر نبی ہیں - اسی طرح یہ بھی استدلال کرو کہ وہ غیر محدث ہیں تاکہ تم پورے سودائی اور سفسطی ہو جاؤ ؛

پہلا تحقیقی جواب

حضرت صاحبؑ نے کبھی دعوے نبوت کے متعلق غلطی نہیں کھائی - کیونکہ جس چیز کا نام نبوت ہے آپ نے ہمیشہ اس چیز کا اپنے وجود میں دعوےٰ کیا - اور ابتداء بعثت سے وفات تک دعوے کرتے رہے کہ یہ بات مجھ میں پائی جاتی ہے - چنانچہ نبوت کہتے ہیں (۱) کثرت مکالمہ بلحاظ کیفیت و کمیت کو - (۲) کثرت اظہار علی الغیب بلحاظ کیفیت و کمیت کو - (۳) خدا کے نبی کہنے کو (۴) لوگوں کی طرف بھیجا جانے کو - ان چار باتوں کا نام نبوت ہے - ان چار باتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ابتداء سے لے کر وفات تک آپؑ نے دعویٰ کیا۔ اور کبھی ایک بات کا بھی ان میں سے انکار نہیں کیا۔ ہمیشہ فرمایا کہ مجھ سے خدا تعالےٰ کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ اور کثرت سے اظہار علی الغیب میرے حصہ میں آیا ہے۔ اور میں لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ رسول ہوں۔ اور وحی الٰہی میں مجھ کو نبی کہا گیا ہے۔ غرض ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نبی کو اپنے دعوے میں غلطی نہیں لگتی۔ اور حضرت صاحبؑ کو بھی نہیں لگی۔

آپؑ نبوت کے منصب پر سرفراز کئے گئے۔ اور نبوت آپ کا منصب تھا۔ جس چیز کا نام نبوت ہے۔ اس چیز کا آپؑ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ مکالمہ اور مخاطبہ تو ہوتا ہے۔ مگر حضرت صاحبؑ فرمادیں۔ کہ مجھ سے مکالمہ مخاطبہ نہیں ہوتا۔ یا یہ کہ اظہار علی الغیب آپؑ پر ہو۔ مگر آپؑ فرمادیں۔ کہ اظہار علی الغیب مجھ پر نہیں ہوتا یا یہ کہ آپؑ نے کبھی اس بات کا انکار کیا ہو۔ کہ میں لوگوں کی اصلاح کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ یا یہ کہ وحی الٰہی میں نبی کہا گیا ہو۔ اور آپؑ فرمادیں کہ مجھے کبھی وحی الٰہی میں لفظ نبی سے مخاطب نہیں کیا گیا غرض نبوت انہیں چار باتوں کا نام ہے۔ اور آپؑ نے کبھی ان چاروں سے انکار نہیں کیا۔ سو اگر غیر مبائعین کہیں کہ نبیوں کو اپنے دعوے میں غلطی نہیں لگتی تو ہرگز نہیں۔ کیونکہ جس چیز کا نام نبوت ہے۔ اس کا آپؑ نے ہمیشہ دعویٰ کیا۔ ہاں لفظ نبی کی تعریف آپؑ رسمی طور پر ایک اور کرتے تھے جس کی بعد میں اصلاح کرلی۔ اور یہ ایک لفظی بات ہے۔ جس سے آپؑ کی نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ دیکھنا تو یہ چاہیئے۔ کہ کبھی آپؑ نے اس چیز کا بھی انکار کیا۔ جسے نبوت کہتے ہیں۔ ہرگز نہیں اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت صاحبؑ کو دعویٰ نبوت میں کبھی دھوکہ نہیں لگا۔

دوسرا تحقیقی جواب ہر بات کو اس کے اصول کے ماتحت لایا جائے۔ اگر فروعات پر بحث کرتے رہیں۔ اور اصول کا کوئی لحاظ نہ کریں۔ تو کوئی بات بھی طے نہیں ہوسکتی اس لئے بحث کے ختم کرنے اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم فروع کو اصول کے ماتحت کریں اور جو نتیجہ اصول کا ہو اس کے ماتحت فروع کرنا چاہیئے۔

اب اس متنازعہ فیہ امر کو دیکھو۔ کہ غیر مبائع استدلال کرتے ہیں۔ کہ چونکہ حضرت صاحبؑ نے دعوے کے سمجھنے میں غلطی کھائی اور نبی اپنے دعوے کے سمجھنے میں کبھی غلطی نہیں کھاتا اس لئے نتیجہ نکلا کہ آپؑ نبی نہیں۔ مگر غیر مبائعین کی یہ بات فرعی ہے۔ انہیں اصول کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تھی۔ اگر اصول سے ثابت ہوتا کہ مرزا صاحبؑ نبی نہیں۔ تو بے شک اعجاز احمدی والے حوالہ کو بھی اس کی تائید میں پیش کرتے اور اگر اصولی طور پر ثابت ہوتا کہ حضرت صاحبؑ نبی ہیں۔ تو پھر آپؑ کو نبی تسلیم کرنا صداقت ہے پس ہم کو اصول کی طرف توجہ کرنی چاہیئے اس لئے ہم اعجاز احمدی سے ایک اصول پیش کرتے ہیں۔

ایک زرّیں اصول

حضرت صاحبؑ اپنے معجزات اور پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے ثناء اللہ کو قادیان آنے کا چیلنج دیتے ہوئے طریق بحث و تفتیش صدق اور کذب کے لئے مندرجہ ذیل اصول پیش فرماتے ہیں۔

”لیکن اس تفتیش کے وقت منہاج نبوت کو معیار صدق و کذب کے لئے ٹھہراویں۔“

حضرت اقدسؑ اپنے صدق کے لئے ایک اصول پیش کرتے ہیں۔ جو منہاج نبوت ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ان معیاروں سے پرکھو جن معیاروں پر تمام انبیاء پرکھے جاکر صادق ثابت ہوئے ہیں۔ دیکھئے یہ ہے اصول حضرت صاحبؑ کے دعوے کو پرکھنے کا۔ لیکن اگر تسلیم کرلیا جائے۔ کہ حضرت صاحبؑ نبی نہیں۔ تو پھر یہ ایک لغو اور بالکل غلط بات ہے۔ کہ آپؑ کے دعوے کو نبیوں کے معیاروں پر پرکھا جائے۔ جو شخص نبی نہیں وہ نبیوں کے معیاروں پر کس طرح پرکھا جاکر سچا ٹھہر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس جگہ اور علاوہ اس کے اور مقامات میں بھی بالتصریح حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ مجھے نبیوں کے معیاروں پر پرکھو۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپؑ نبی ہیں اور جب آپؑ نبی ثابت ہوگئے۔ تو پھر اعجاز احمدی کے کسی حوالہ سے جو مبہم ہو۔ حضرت صاحبؑ کی نبوت کبھی باطل نہیں ہوسکتی

اسی اعجاز احمدی میں مندرجہ بالا حوالہ سے تین چار سطر پہلے حضرت اقدسؑ مخالف مولویوں کی ایک سخت غلطی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

”یہی باتیں مولوی ثناء اللہ نے مقام مد کے مباحثہ میں پیش کی تھیں۔ اور ان باتوں سے ہر ایک خدا ترس سمجھ سکتا ہے۔ کہ کہاں تک ان مولوی صاحبوں کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور وہ جوش تعصب سے منہاج نبوت اور اس معیار کو جو نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر ہے۔ پیش نظر نہیں رکھتے“

دیکھو! یہاں حضرت صاحبؑ صریح فرماتے ہیں۔ کہ نادان مولویوں کا یہ تعصب ہے۔ کہ مجھے کسی اور معیار سے پرکھنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ مجھے تو اس معیار سے پہچاننا چاہیئے۔ جس معیار سے نبی کی سچائی معلوم کی جاتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم فرع کو اصول کے مطابق کریں گے۔ اصول یہ ہے۔ کہ حضرت اقدسؑ کے دعوے کو پرکھنے کا وہی معیار ہے۔ جس سے دیگر انبیاء پرکھے گئے۔ اس اصول سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت صاحبؑ نبی ہیں

تیسرا تحقیقی جواب اب اعجاز احمدی کے اس حوالہ کی طرف آؤ۔ جس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو غیر مبائعین پیش کرتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ اعجاز احمدی میں فرماتے ہیں۔

"کہ نبی کے لئے اس کے دعوے اور تعلیم کی ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ قریب سے آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے۔ اور ان میں غلطی نہیں کرتی" صـ ۲۵

اس حوالہ پر غیر مبائعین کا تمام استدلال مبنی ہے۔ اس حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ نبیوں کو دعوے میں اور تعلیم میں غلطی نہیں لگتی۔ کیوں نہیں لگتی؟ اس کا حل حضرت صاحبؑ اس طرح فرماتے ہیں۔

"نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے۔ کہ کچھ شک باقی نہیں رہتا" صـ ۲۶

منقولہ بالا حوالہ میں دعوے میں غلطی نہ لگنے کی دو وجہیں حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔ (۱) بہت نزدیک سے دکھایا جانا (۲) تواتر سے بتایا جانا۔ پھر اس صفحہ میں فرماتے ہیں۔ کہ

"نبوت کے بارے میں انہوں نے دھوکا نہیں کھایا۔ کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے انہیں دکھائی گئی اور بار بار دکھائی گئی" صـ ۲۶

یعنی حضرت مسیح ناصریؑ کو دعویٰ نبوت میں بوجہ قریب سے دکھائے جانے اور بار بار دکھائے جانے کے غلطی نہیں لگی۔ اگر قریب سے نہ دکھایا جائے۔ اور بار بار نہ بتایا جائے تو غلطی کا لگنا ممکن ہے۔ یہ معلوم ہو جانے کے بعد اعجاز احمدی کے صفحہ ۷ میں غور کرو۔ وہاں حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ مجھے دعوے میں غلطی لگی۔ اب اس تصفیہ کے لئے کہ یہ غلطی حضرت صاحبؑ کو نبی ٹھہراتی ہے۔ یا غیر نبی۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ غلطی سے نبی کیوں محفوظ ہوتے ہیں۔ سو اس کی دو وجہیں ہیں۔ جو اوپر مذکور ہوئیں (۱) قریب سے دیکھنا اور دوم تواتر سے معلوم کرنا۔ تو کیا حضرت صاحبؑ میں یہ دو وجہیں پائی جاتی تھیں یا نہیں؟ اگر پائی جاتی تھیں اور پھر غلطی لگی۔ تو معلوم ہوا کہ آپؑ نبی نہیں۔ کیونکہ نبی میں جب وہ دو وجہیں پیدا ہو جائیں تو وہ غلطی نہیں کرتا۔ اور اگر معلوم ہو جائے۔ کہ آپؑ میں وہ دو وجہیں نہیں پیدا ہوئیں۔ اور پھر آپؑ نے دعوےٰ میں غلطی کی ہے تو اس سے آپؑ غیر نبی ثابت نہیں ہونگے۔ کیونکہ نبی تو ان دو وجہوں کی موجودگی کی وجہ سے غلطی نہیں کرتا۔ لیکن جب وہ دو وجہیں پائی ہی نہ جائیں پھر بے شک اُسے غلطی لگ سکتی ہے۔ سو اس فیصلہ کے لئے سب سے پہلے وجہ اول کو لو۔ (۱) پہلی وجہ یہ ہے۔ کہ نبی کی نظر میں اس کا دعوےٰ قریب سے دکھایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ غلطی نہیں کرتا۔ تو کیا حضرت صاحبؑ کا دعویٰ آپؑ کو قریب سے دکھایا گیا۔ یا نہیں؟ اگر قریب سے دکھایا ہی نہیں گیا۔ تب خواہ غلطی لگ بھی جاوے۔ تب بھی آپؑ غیر نبی نہیں ٹھہر سکتے۔ اس کے لئے دیکھو اعجاز احمدی کا صـ ۷ وہاں صاف لکھا ہے۔ کہ میں نے دعوے کے سمجھنے میں غلطی اس لئے کھائی۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے دعویٰ قریب سے دکھایا ہی نہیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین احمدیہ کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے" صـ ۷

دیکھو مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت اقدسؑ صاف فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری نظر کو دوسری طرف پھیر دیا۔ اور مجھے دعوےٰ دیکھنے نہ دیا۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا"

پھر فرماتے ہیں:۔

"بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا"

پھر صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا کی حکمت عملی نے مجھے اس غلطی کا مرتکب کیا"

ان تمام حوالوں سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت صاحبؑ کو دعویٰ کی حقیقت نزدیک سے نہیں دکھائی گئی۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے عمداً آپؑ کی نظر دوسری طرف پھیر دی۔ اور آپؑ کے دل پر ذہول ڈالا۔ اور حکمت عملی سے آپؑ کو دعویٰ کی حقیقت سمجھنے سے غافل رکھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر مبائعین کا استدلال غلط ہے۔ کیونکہ جہاں حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کو دعوے کے سمجھنے میں غلطی نہیں لگتی۔ وہاں اس کی وجہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ جب نبی کو اس کا دعوےٰ قریب سے دکھایا جائے۔ تب غلطی نہیں لگتی۔ لیکن جہاں اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہیں۔ وہاں یہ فرماتے ہیں کہ چونکہ مجھے قریب سے نہیں دکھایا گیا۔ بلکہ خدا نے میری نظر کو دوسری طرف پھیر دیا۔ اس لئے مجھے غلطی لگی۔ جب کہ آپؑ پر دعویٰ کی حقیقت کھولی ہی نہیں گئی تھی۔ اس لئے آپؑ کو غیر نبی نہیں کہہ سکتے۔ اور جب دعویٰ کی حقیقت کھولی گئی۔ تب آپؑ کی غلطی دور ہو گئی۔ اور آپؑ نے پہلا عقیدہ چھوڑ دیا۔ جیسا کہ اسی اعجاز احمدی میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

"جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی۔ تو میں اس عقیدہ سے باز آگیا"

صفحہ ۱۱۔

کس قدر صاف بات ہے۔ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں دعوے میں غلطی کرتا تھا۔ تو وہ اُس زمانہ میں کرتا تھا۔ جب کہ مجھ پر حقیقت نہیں کھولی گئی تھی۔ لیکن جب کہ مجھ پر حقیقت کھل گئی۔ تو میں دھوکہ سے باہر نکل آیا۔

اس کے بعد دوسری بات تو جس کی وجہ سے نبی کو اپنے دعوے میں غلطی نہیں لگتی۔ وہ تواتر ہے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ بدیہی ہو جاتا ہے (ا صـ۲۶)

(۲) اس قدر تواتر ہوتا ہے۔ کہ جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا ؟!

(۳) حقیقت نبوت ان کو قریب سے دکھلائی جاتی اور بار بار دکھائی جاتی ہے ؟

ان ہر سہ حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دوسری وجہ جس سے نبی اپنے دعوے میں غلطی نہیں کرتا تواتر ہے۔ تو اب یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا حضرت اقدس ؑ کو تواتر سے الہامات ہونے کے بعد دعوی میں غلطی لگی یا تواتر سے پہلے لگی؟ تب تو آپ غیر نبی نہیں ثابت ہوتے۔ کیونکہ حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تواتر کے بعد غلطی نہیں لگتی۔ اس لیئے حضرت صاحب ؑ کو تواتر سے پہلے غلطی لگنا غیر نبی ثابت نہیں کرتا۔ ہاں اگر تواتر کے بعد بھی آپ ؑ کو دعوے میں غلطی لگی۔ تب بے شک کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ ؑ نبی نہیں۔ سو اس فیصلہ کے لیئے بھی اعجاز احمدی کے صـ پر غور کرو۔ تو وہاں سے معلوم ہوگا کہ حضرت ؑ کو دعوے میں غلطی تواتر سے پہلے لگی ہے۔ لیکن تواتر کے بعد دعوے کی حقیقت آپ پر کھول دی گئی۔ جیسا کہ آپ ؑ فرماتے ہیں :۔

"تب وہ وقت آگیا۔ کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جاوے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو مسیح موعود ہے" (صـ)

دیکھو! یہاں کیسی صراحت سے حضرت اقدس ؑ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ مجھ پر جو میرے دعوے کی حقیقت پوشیدہ رہی۔ وہ اس لیئے کہ جب تک تواتر نہیں ہوا۔ لیکن جب تواتر ہوگیا تو اصل حقیقت کھل گئی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ

کہ حضرت صاحب ؑ اعجاز احمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ (۱) جب نبی کو اس کے دعوے کی حقیقت قریب سے دکھائی جاوے۔ تب وہ غلطی نہیں کرتا۔ (۲) یہ کہ تواتر سے الہامات ہوں تب بھی غلطی نہیں کرتا۔ سو ہم بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب ؑ کو غلطی اوس زمانہ میں لگی۔ جب کہ یہ دو باتیں ان کو نہیں دی گئی تھیں۔ لیکن جب دونوں باتیں دی گئیں۔ تب آپ ؑ پر اصل حقیقت کھول دی گئی۔ اور آپ ؑ نے پہلا عقیدہ چھوڑ دیا۔ غیر مبائعین کا اعتراض نافہمی یا سوء ظن پر مبنی ہے۔ جس کا علاج خدا کے پاس ہے ؟

غیب

گذشتہ سے پیوستہ

ایسی حالت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ علم غیب میں پھر فرق کیا ہوا۔ اس کے جواب میں میں کچھ معیار بیان کرتا ہوں۔ جو انبیاء اور الٰہی غیب کے ساتھ لازم ہیں۔ دوسروں کو حاصل نہیں ان سے معاً تمیز ہو جائے گی۔ یہ غیب خداوندی ہے اور یہ اٹکلی اور خیالی :۔

الٰہی غیب کے معیار

(۱) اوّل نبی جو غیب لاتا ہے۔ یا بیان کرتا ہے۔ وہ اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ خدا نے مجھے یوں خبر دی ہے قل انما انذرکم بالوحی۔ الانبیاء ع باقی مدعیان غیب اسے اپنی طرف یا اپنے علوم کی طرف منسوب کریں گے۔ یعنی کہیں گے کہ ہماری عقل یا طب یا نجوم یا جفر یا رمل یا قیافہ یا سپرٹ یہ کہتا ہے۔ برخلاف اس کے نبی کہتا ہے۔ کہ میرا خدا یوں فرماتا ہے۔ یہ بڑا عظیم الشان فرق ہے اور کہنے والے کی عزت اور درجہ کا پتہ خود بخود دعوی سے ہی لگ جاتا ہے۔ مثلاً آلٓمٓ (انا اللّٰہ اعلم) غلبت الروم۔ الآیۃ۔ یا توراۃ میں :۔ خداوند یہوداہ یوں فرماتا ہے۔ یا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

ولیتنی لی ربی وقال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

دوئم تحدی

انبیاء کا سرچشمہ چونکہ یقین ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ پیشگوئی کو متحدیانہ رنگ میں بہانگ دہل ظاہر کرتے ہیں برخلاف اس کے دوسروں کو خود یقین نہیں ہوتا بلکہ صرف ظن اور وہم اور اٹکل۔ اس لیئے وہ دعوی نہ تحدی سے کرتے ہیں۔ نہ کر سکتے ہیں ان کا ماخذ اسباب ظنیہ ہوتے ہیں۔ جب خود یقین کامل نہ ہو۔ تو تحدی کس طرح ہو۔ انبیاء ؑ بآواز بلند کہتے ہیں۔ لو یہ ایک بات ہے۔ جو اس طرح ہوگی۔ ذرا اس کا مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ یہ پوری ہو کر رہے گی۔ برخلاف اس کے ایک مدعی غیب اگر کسی کو کہتا ہے۔ کہ تیرے ہاں بیٹا ہوگا تو محلہ میں دوسرے کو کہہ جاتا ہے۔ کہ بیٹی ہوگی یا طبیب سے پوچھو تو وہ کہتا ہے۔ کہ آثار تو خراب ہیں۔ مگر ناامیدی کی کوئی بات نہیں شاید شفا بھی ہو جاوے۔ گو مریض کے مرنے کے بعد تحدی کر کے بھی کہدے۔ کہ دیکھو ہم نے تو یقیناً سمجھ لیا تھا۔ کہ یہ مریض نہیں بچے گا۔ مگر ما قبل یعنی پیشگوئی کے وقت تحدی نہیں کر سکتا۔ اور کس طرح کرے۔ جب ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم ایسے بیمار ہوئے کہ اطباء نے جواب دے دیا۔ پھر فلاں دوا یا عمل سے اچھے ہو گئے۔ مگر نبی کہتا ہے۔ کہ زمین آسمان ٹل جائیں۔ مگر یہ باتیں نہیں ٹل سکتیں مثلاً قرآن کہتا ہے۔ قل ای وربی انہ الحق اسی طرح رسول ؐ نے فرمایا لتتبعن سنن الذین من قبلکم شبراً بشبر۔ یا حضرت مسیح موعود ؑ فرماتے ہیں ؎

وحی حق کی بات ہے ہو کر رہیگی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار

اس شعر کے مصرع اوّل میں پیش گوئی کا خدا کی طرف سے ہونا اور پھر تحدی کے ساتھ اس کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کرنا دونو باتیں آگئیں۔

(۳۱) اقتداری غیب

نبی کی خصوصیت ہوتی ہے۔ اس کا نام دراصل اظہار علی الغیب ہے۔ یعنی گویا غیب اس کے اقتدار اور اختیار میں ہے۔ اور وہ اس کو اپنے لئے مفید بنا لینے کی طاقت رکھتا ہے۔ باقی مدعیان غیب کا غیب اضطراری ہوتا ہے۔ یعنی وہ بے بس ہوتے ہیں۔ ان کے غیب پر ان کا اختیار اور تصرف نہیں معلوم ہوتا نبی باوجود تحدی کے جب نبوت کرتا ہے۔ تو اقتداری طور سے اس طرح کرتا ہے۔ کہ ہمیشہ آخر کار مجھے فتح ونصرت اور میرے متبعین کا غلبہ اور کامیابی ہوگی۔ میرے مخالف ذلیل رسوا اور خائب خاسر رہیں گے۔ خواہ تمام دنیا متفق ہو جائے اور مقابلہ کرے۔ ہمیشہ اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور ہلاکت۔ اپنی جماعت کا اقبال اور ترقی اور مخالفین کا ادبار ان کی پیشگوئیوں میں بیان ہوتا ہے۔ برخلاف اور لوگوں کے کہ وہ ہمیشہ اپنے لئے بشارت اور دشمنوں کے لئے ناکامی نہیں بتاتے۔ مثال کے طور پر ایک دلچسپ واقعہ جسے بعض ہمارے مخالف بھی پیش کیا کرتے ہیں بیان کرتا ہوں۔ اعتراض اور واقعہ یہ ہے۔ کہ پیشگوئی نبوت کی کیا سند ہے جب شیر افگن خاں نے زائچہ نکالا تو نورجہاں بیگم اپنی بیوی سے کہا۔ کہ "بیگم تمہارے سر پر تو چتر شاہی قربان ہوتا نظر آتا ہے" اور یہ بات پھر پوری بھی ہوگئی۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر (۱) اول تو یہ بات مشہور معروف تھی۔ کہ جہانگیر نورجہاں پہ عاشق ہے۔ اور اسی لئے اکبر نے اس کا نکاح شیر افگن سے کر کے اسے دور بنگالہ کی صوبہ داری پر بھیج دیا تھا۔ اور کہ دمہ سلطنت کا یہ بات جانتا تھا۔ شیر افگن خاں کو ہمیشہ ولی عہد کی طرف سے کھٹکا تھا۔ بلکہ یقین تھا۔ کہ جب کبھی جہانگیر بادشاہ ہوگا۔ مجھے قتل کر کے نورجہاں پر قبضہ کر لے گا۔ ممکن ہے۔ کہ جہانگیر نے بھی ایسے خیالات ظاہر کئے ہوں۔ کہ جب ہم برسر حکومت ہونگے تب نورجہان کہاں جا سکتی ہے۔ اور زائچہ کے وقت کے سوا ایسی بات منہ پر لانے کا اور کوئی بہتر موقعہ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ تو یہ غیب نہ تھا بلکہ ایسی بات تھی جو مشہور تھی۔ اور جس کا واقع ہونا اقرب بقیاس تھا۔ پس غیب کہاں رہا۔

جواب نمبر ۲ دوسرے یہ کہ یہ پیشگوئی ہرگز الٰہی غیب اور انبیا کے اظہار علی الغیب یعنی اقتداری غیب کی طرح کی نہیں بلکہ بالکل ان کے مخالف ہے۔ نبی کی پیش گوئی تو ایسی ہوتی ہے۔ کہ میری عورت اور ناموس کی خدا خود حفاظت کرے گا۔ دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ مثلاً الہام مسیح موعودؑ انی معک ومع اہلک۔ دیکھو ابراہیمؑ کی ناموس سارہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے کیا نشان دکھایا۔ جب کہ ایک بادشاہ نے ان کی بے حرمتی کرنی چاہی۔ سو ایسی پیشگوئیاں تو انبیاء کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ جیسی یہ پیشگوئی ہے۔ کہ میری بیوی پر بادشاہ قبضہ کرے گا۔ اور میں خائب وخاسر قتل کیا جاؤں گا۔ نبی کی پیش گوئی ہمیشہ اپنے غلبہ اور نصرت کی ہوتی ہے نہ یہ کہ میں ناکام مارا جاؤں گا۔ اور میرے ناموس پر رقیب قبضہ کر لیں گے۔ سو یہ پیشگوئی شیر افگن خاں کی اگر اسی طرح ہو بھی جس طرح بیان کیجاتی ہے۔ تو اس میں اپنے خائب وخاسر ہونے کا ثبوت ہے۔ نہ کہ غلبہ ونصرت الٰہی کا۔ اور اس لئے یہ اسی کے سزاوار تھی نہ کہ خدا کے نبی کے۔ نبی ایسا غیب پیش کرے تو اس کی ہتک ہے۔ ہاں ایک نجومی کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری آل اولاد پر گردش کا ستارہ آنے والا ہے یا میں خود ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ یا مثلاً امریکہ کے ایک منجم نے چند ماہ ہوئے شائع کیا تھا۔ کہ سات سیارے جمع ہو کر دنیا پر ۱۷۔ دسمبر ۱۹۱۹ء کو ایک تباہی آئے گی۔ مگر اس میں یہ نہیں کہا تھا۔ یہ تباہی مجھ پر یا میرے گھر یا اہل وعیال اور دوستوں پر اثر نہیں کرے گی۔ بلکہ ممکن تھا۔ کہ پہلے وہی شکار ہوتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اس کی پیش گوئی ہی جھوٹی کر دی۔ اس طرح ایک حکیم علم سے کہتا ہے۔ کہ میرے اندر ایسا مرض موجود ہے۔ کہ میں چند دن میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ یا ایک قیافہ دان کہہ سکتا ہے۔ کہ علم قیافہ سے میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ میری لڑکی بڑی بدکار عورت ہوگی یا میرے بیٹے کے سر کی ساخت ایسی ہے۔ کہ یہ جرائم پیشہ میں سے ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ مگر نبی چونکہ اظہار علی الغیب رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ میری فتح میری کامیابی ہوگی یہیں تک نہیں بلکہ مخالفین میں سے اگر کوئی مجھ سے آملے۔ تو اس کی نحوستیں اور ناکامیاں ٹل کر ان کی جگہ رحمت فلاح اور کامیابی ملے گی۔ اور اگر میرا متبع مجھ سے کٹ کر مخالفین میں جا ملے۔ تو بجائے وعدہ فلاح کے جو اس سے تھا اسے ناکامی اور عذاب کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اب مقتدرانہ غیب کے نمونے سن لیجئے:۔

موسیٰؑ:۔ جب لوگوں نے کہا۔ انا لمدرکون تو فرمایا۔ کلا ان معی ربی سیہدین۔ اسی طرح فرعون کو کہ دیا۔ انی لاظنک یا فرعون مثبوراً

عیسیٰؑ:۔ جب مخالفین نے ہلاک کرنا چاہا۔ تو غیب نازل ہوا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ کہدیا کہ ہم صلیب پر ہرگز ہلاک نہ ہونگے بلکہ یونس کی طرح زندہ بچ کر نکل جائیں گے۔

محمدؐ:۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر۔ ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔ (فتح مکہ) لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم۔ واللہ یعصمک من الناس۔

مسیح موعودؑ: انی مھین من اراد اہانتک واللہ یعصمک من الناس۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔

غرض ہمیشہ انبیاء خیر اور دشمن پر وبال باوجود ظاہری مخالف حالات کے بیان کرتے ہیں۔ جو اپنے مطلب کی بات ہو اس کا وعدہ اور جو مخالف ہو اسے توڑتا۔ یہ قوی صریح خدائی ہے۔ (یعنی تائید الٰہی)

ضروری نوٹ: یاد رہے۔ کہ انبیاء اپنے اور اپنے بچوں یا مخلصین کی موت کی پیشگوئی بھی کرتے ہیں۔ مگر فرق وہی ہے۔ جو پہلے بتایا گیا۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ تین سال وفات سے پیشتر سے علی التواتر اپنے وصال کی پیشگوئیاں کرتے رہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا لا نبقی لک من المخزیات ذکراً۔ اور یہ کہ میرے بعد قدرت ثانیہ آئے گی غرض یہ کہ میری موت ناکامی کی نہیں۔ بلکہ الٰہی خوشی اور کامیابی کا پیش خیمہ ہوگی۔ دیکھو الوصیت یا خدا قرآن بھی نے فرمایا۔ کہ بعض مسلمان مرتد ہو جائیں گے۔ مگر ساتھ ہی کہدیا۔ سوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ۔ یعنی ایک ایک مرتد کے بدلے جاں نثاروں کی ایک جماعت دوں گا مطلب یہ کہ شکست و ناکامی کبھی نہیں۔ بلکہ دکھ میں بھی کامیابی ہوگی اسی طرح مثلاً مسیح موعودؑ سے جس نے مباہلہ کیا وہ یا ہلاک ہوا یا خائب و خاسر مگر ثناء اللہ نے مقابلہ نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ کاذب کی رسی دراز ہوتی ہے۔ سو حضرت صاحبؑ کی وفات نے اس کی ذلت اس رنگ میں بھی کر دی۔ غرض یہ کہ انبیاء کے غیب میں ہر طرح ان کی عزت اور غلبہ ہی ہوتا ہے۔ (باقی دارد)

میر محمد اسماعیل پانی پت

رباعی

سوئے دنیا تم چلو دیں کی طرف دوڑینگے ہم
رشتۂ الفت خدائے پاک سے جوڑیں گے ہم
گالیاں سنتے رہو تم تو دعا دیتے ہیں
احمدی ہو کر خدا کو چھوڑ دیں گے ہم

ایک غیر احمدی کے سوالوں کا جواب

(از قلم قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

برادرم مکرم۔ آپ کے سوالات پہنچے۔ جوابات امور مستفسرہ نمبر وار درج ذیل ہیں۔ آپ تحقیق حق کی نیت سے جب چاہیں سوالات ارسال کر سکتے ہیں

والسلام

سوال اوّل۔ کیا نبی اور رسول میں فرق ہے؟

جواب۔ از روئے کتب لغت تو ضرور فرق ہے نبی خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان خبر پانے والا اور خبریں دینے والا۔ اور رسول پیغام خدا لانے والا اور سنانے والا ہوتا ہے

نبی۔ ایک متکلم باللہ اس وقت کہلاتا ہے جب وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور صعود الی اللہ اور متکلم باللہ کے مقام پر ہوتا ہے۔ اور رسول اس وقت کہلاتا ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ کے پیغام اور رسالت کو مخلوق تک پہنچاتا ہے۔ اور نزول الی المخلوق کرتا ہے۔

قرآن کریم میں تو نبی اور رسول کے درمیان کوئی فرق مذکور نہیں۔ ہاں شارحین اور مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ مگر وہ سب قیاس اور اجتہاد ہے۔ لا اصل لہٗ

قرآن کریم کی تعلیم تو اس قدر ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ۔

سوال دوم۔ کیا رسول کا خلیفہ اوّل اپنی بعد کے خلفاء سے افضل ہوتا ہے۔ یعنی فضیلت ترتیب وار ضروری ہے یا نہیں؟

جواب۔ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کے بعد جو خلفاء ہوتے ہیں۔ ہم بظاہر تو ترتیب وار فضیلت دیتے ہیں۔ کیونکہ جس وقت پہلا خلیفہ منتخب ہوا اس وقت دوسرے خلفاء بھی جو مابعد ہوئے تھے۔ ضرور موجود تھے۔ مگر خدا تعالیٰ کا اسی فرستادہ کے جماعت کے قلوب کو اس وقت کے منتخب شدہ خلیفہ کی طرف بالاتفاق متوجہ کرنا۔ اور اسی پر دلوں کو مائل کرنا۔ اور اس وقت ضرورت پیش آمدہ کے واسطے اس کو کھڑا کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس وقت وہی مبارک انسان اہل اور موزون تھا۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ پس ظاہر ہے۔ کہ وہی اس وقت افضل فی الامۃ تھا۔

قرآن کریم نے امر فضیلت کے بحث کو ترک کیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے۔ کہ ہر ایک انسان کی فضیلت اور فوقیت اس کے کاموں کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ خواہ نبی ہو یا خلیفہ۔ پس تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض کہ کر امر فضیلت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جیسا کہ فضلنا میں نا بتا رہا ہے۔ کسی نبی اور خلیفہ کے کام اور فرائض اور جذبات خدا تعالیٰ جو علیم اور خبیر اور بصیر ہے خوب جان سکتا ہے۔ اور وہی نتائج جزا و فضیلت مرتب کر سکتا ہے۔ انسان جو ظاہر بین آنکھ رکھتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ دھوکہ کھا جائے اور مستحق فضیلت کو غیر افضل قرار دے۔ اور غیر مستحق کو افضل کہدے۔ پس دراصل کسی نبی... اور خلیفہ کے فضائل پر بحث کرنا درست نہیں۔ ہاں جن کے حق میں نصوص صریحہ وارد ہوں۔ اس سے انکار مومن کی شان نہیں۔ جہاں نصوص صریحہ موجود نہ ہوں۔ وہاں مجمل ایمان اس قدر کافی ہے۔ کہ ضرور ضرور بعض بعض سے افضل ہیں۔ ہاں ہمارے نزدیک انبیاء میں حضرت محمد رسول اللہ افضل الرسل ہیں۔ اور امت محمدیہ میں غیر انبیاء میں حضرت صدیق اکبرؓ اور مامور من اللہ لوگوں میں حضرت احمد موعود علیہ السلام افضل ہیں۔ بعض انبیاء غیر تشریعی سے۔

سوال سوم۔ ہر ایک امت کا ایک ہی رسول رہا ہے یا زیادہ؟

جواب۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ ہر ایک امت میں رسول ضرور ہوا ہے۔ جیسے کہ ولکل امۃ رسول۔ ولکل قوم ھاد۔ اِن من امۃ الا خلا فیھا نذیر سے ظاہر ہے۔ اور ہمارے نزدیک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے مراد یہ ہے - کہ ہر ایک ملک میں ایک شارع رسول ضرور ہوا ہے - جو ایک کتاب لے کر خصوصیت سے اس امت کے واسطے لاتا ہے - مگر یہ امر اس بات کا مانع نہیں - کہ اس شارع نبی کے بعد یا اس کے معیت میں تابع رسول بھی ہوں - جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حضرت اسماعیل - حضرت اسحاق - حضرت لوط اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون ہوا - یا ان کے بعد کئی رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اُس کی امت میں بطور متبع ہوئے - جیسا کہ آتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل سے ظاہر ہے *

ہاں حضرت محمد رسول اللہ صلعم امت محمدیہ کے شارع ہیں - قرآن کریم کتاب الشریعت ہے - اور حضرت احمد موعود علیہ السلام جو عیسیٰ نبی اللہ ہو کر آئے ہیں - حضرت عیسیٰ کی طرح تابع اور مطیع رسول ہیں *

سوال چہارم - میرزا غلام احمد کو رسول مانتے ہو یا نبی *

جواب - حضرت احمد علیہ السلام نبی بھی ہیں - اور رسول بھی - جیسا کہ سوال نمبر اول کے جواب میں بالتفصیل بتا چکے ہیں - اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت کو دونوں ناموں سے بار بار پکارا ہے - جیسا کہ آنحضرت کی وحی ہے - یا ایھا النبی اطعموا الجائع والمعتر اور یا نبی اللہ کنت لا اعرفک یا یہ کہ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً اور انی مع الرسول اقوم - وغیرہ

احادیث کی بنا پر امت محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے - عیسیٰ موعود نبی اللہ ہو گا - سو آنحضرت کو وہی موعود ہونے کا دعویٰ ہے * ہاں

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

کی شرح خود آنحضرت نے ایک غلطی کا ازالہ میں یہ فرمائی ہے - کہ میں شارع رسول نہیں - اور کوئی کتاب بھی نئی نہیں لایا - اور نہ شارع ہونا نبی کے واسطے لازمی شرط ہے -

سوال پنجم - آں حضرت سیدنا محمد کے بعد ایسے ہی رسول اور نبی کا آنا مانتے ہو - جیسا کہ پہلے آتے رہے - یا کوئی اور ہی قسم ہے - نئی قسم

جواب - حضرت آدم سے تا حضرت عیسیٰ جو سیدنا حضرت محمد صلعم خاتم النبیین سے ماقبل رسول ہیں اور حضرت احمد علیہ السلام یا آپ کے بعد جو نبی آئے ما بعد رسول ہیں - بلحاظ نفس نبوت تو ویسے ہی نبی اور رسول ہیں - جیسا کہ سیدنا حضرت محمد سے ماقبل تھے - لا نفرق بین احد من رسلہ

ہاں پہلے انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے جو ماقبل تھے - وہ بلا اتباع حضرت محمد رسول اللہ نبی اور رسول ہوئے مگر سیدنا حضرت احمد موعود یا جو نبی اور رسول آنحضرت کے بعد مبعوث ہوں اُن کے واسطے اتباع حضرت محمد رسول اللہ شرط لازمی ہے - جیسا کہ قرآن کریم کہتا ہے - ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ - ان الدین عند اللہ الاسلام - ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ - مگر اتباع محمدی کسی نبی اور رسول کے نفس نبوت میں نقص اور کمی پیدا نہیں کرتا - ورنہ حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی سے جو حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کا بشرط زندگی متبع حضرت محمد رسول اللہ ہونا مذکور ہے - ان کی ہتک اور ذلت کا باعث ہو گی - حالانکہ سیدنا حضرت محمد کی یہ غرض ہرگز نہ تھی - پس اتباع محمدی موجب فخر و عزت ہے - جو دوسرے انبیاء کو عملاً نصیب نہ تھی - اور حضرت احمد موعود علیہ السلام کو لقب اُمتی رسول ہونے کے ہے - یہ ضروری نہیں - کہ ہر امر میں نظیر موجود ہو - کیا حضرت آدم اور حوا کی نظیر موجود ہے - حضرت محمد رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے کی نظیر ہے - ہاں حضرت احمد موعود کے بعد نظیر ممکن ہے - اگرچہ نفس نبوت میں جب فرق نہیں - تو نظیر کی ضرورت نہیں -

سوال ششم :- سورۃ فاتحہ میں جو ہم منعم علیہم کے راستے پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں - کیا آنحضرت سیدنا محمد کے بعد کوئی منعم علیہ ہوا ہے - بقول مرزا صاحب *

جواب - قرآن کریم کہتا ہے - کہ منعم علیہ جماعت میں اول صلحا ہیں - دوم شہدا ہیں - سوم صدیقین یا محدثین ہیں - چہارم النبیین ہیں جیسا کہ الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین سے ظاہر ہے - سو لاکھوں صلحاء - ہزاروں شہدا - سینکڑوں محدثین یا صدیقین ہوئے - اور اس صدی چہارم میں ایک وہ مبارک انسان بھی ہوا جو حضرت احمد موعود نبی اللہ ہے - احادیث نبویہ میں سے ظاہر ہے - کہ آنے والے عیسیٰ اور سیدنا حضرت محمد کے درمیان کے زمانہ میں کوئی دوسرا نبی نہیں ہو گا - جیسا کہ لیس بینی وبینہ نبی سے ظاہر ہے - مگر حضرت احمد موعود کے بعد انبیاء اللہ کا ہونا ممکن ہے - کیونکہ باب نبوت مسدود نہیں - اور خود حضرت احمد علیہ السلام کا حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ پر یہی دعویٰ ہے *

قرآن کریم - عقل سلیم - سنت اللہ -
سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین
کے بعد امت محمدیہ میں تا قیامت
انبیاء اللہ کے آمد کے مثبت ہیں -
نفی ہرگز موجود نہیں - آپ میری کتاب
النبوت فی القرآن اور نبوت فی الاحادیث
قادیان سے منگوا کر مطالعہ فرماویں *

سوال ہفتم - اگلے مجددین کا در بارہ حیات ممات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا عقیدہ رہا ہے ؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب - ہر مجدد اپنی کسی خاص کام کے واسطے مبعوث نہ تھا - اس کا فرض ان امراض موجودہ کا علاج تھا - اور اس وقت حیات عیسیٰ صرف ایک اجتہادی غلطی تھی - جس سے کسی نقصان کا اس وقت کوئی احتمال نہ تھا - مگر جب سے یورپ نے دنیا پر غلبہ اور قبضہ کیا ہے - تو حیات عیسیٰ کے عقیدہ نے لکھو کہا مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کیا - اور خدائے واحد لاشریک کی بجائے تثلیث کا معتقد بنایا - اور حضرت محمد رسول اللہ کے اتباع سے کیا نکلے - بلکہ الٹا آنحضرت کو نعوذ باللہ دجال اور کاذب نبی کہنے لگے - سو حیات عیسیٰ نے بہتوں کو ہلاک کیا -

پس اس صدی میں جب کہ عیسائیت کمال اوج پر ہے - خدا تعالیٰ نے حضرت احمد موعودؑ کو پیدا کیا - اور جب انہوں نے دلائل قرآنیہ اور اور حدیث اور عقل اور نقل سے وفات مسیح ثابت کی - تو اب یہ عقیدہ اجتہادی غلطی نہ رہا پس اب شرک ہے -

حضرت احمد مسیح موعودؑ سے قبل مسلمانوں سے اس بارہ میں کوئی سوال نہ ہوگا - ہاں مابعد کے لوگوں سے ضرور باز پرس ہوگی - کہ باوجود دلائل سے ایک غلطی کے خطرناک ثابت ہونے پر بھی اس پر مصر کیوں رہے -

جہاں تک ہم کو معلوم ہے اول تو کسی مجدد نے دلائل قرآنیہ وحدیثیہ کے بنا پر حضرت عیسیٰ کی حیات ثابت نہیں کی - اور نہ اس امر پر کوئی بحث کی ہے - اور اگر ہے تو وفات کی روایات ان سے ثابت ہیں -

سیدنا حضرت محمد رسول اللہؐ کی وفات پر جو صحابہ کرامؓ کا اجتماع ہوا ہے - وہ جمیع انبیاء کی وفات پر تھا - جن میں سے حضرت عیسیٰ مستثنیٰ نہیں ہیں - اور کئی ائمہ دین آپ کی وفات کے قائل رہے ہیں - حضرت امام مالک نے وفات مانی ہے - اور دوسرے مجتہدین خاموش رہے ہیں - صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عباس ابن عم رسول اللہ نے انی متوفیک کے معنے انی ممیتک کئے ہیں -

اگر کسی مجدد نے حضرت عیسیٰ کی حیات پر بحث کی ہو - تو ان دلائل قرآنیہ سے مطلع فرماویں -

سوال ہشتم - کیا گذشتہ مجددین چاروں مجتہدین میں سے کسی کے مقلد تھے یا نہیں؟

جواب - کوئی مجدد جو خود صاحب وحی ہوا ہے - کیونکر کسی مجتہد کا مقلد محض ہو سکتا ہے - کیونکہ مجتہد صاحب وحی نہ تھے -

ہاں یہ ممکن ہے - کہ کسی مجدد نے کسی مجتہد کی اصول سے اتفاق کیا ہو - اور اپنے آپ کو ہم خیال یا ہم مذہب ظاہر کیا ہو - مگر ہم خیال اور ہم مذہب کو مقلد نہیں کہتے

سوال نہم - مکہ میں اب تک ہدایت کا دور رہا ہے - اور ہے یا گمراہی کا -

جواب - شہر مکہ پر کئی دور گذرے ہیں - سیدنا حضرت محمد رسول اللہؐ اور آپؐ کے بعد ایک بڑے عرصہ تک ہدایت کا دور رہا ہے جیسا کہ خیر القرون قرنی - ثم الذین یلونہم - ثم الذین یلونہم ثم یفشوا الکذب متفق علیہ حدیث سے ظاہر ہے -

ہاں آج کل تو نہ مکہ میں اتباع اسلام ہے - اور نہ مدینہ میں محض رسوم اسلام ادا کی جاتی ہیں -

سوال دہم - قادیان ضلع گورداسپور میں بڑی بستی تھی - یا ہے؟

جواب - قادیان خدا کی نگاہ میں بڑی بستی تھی - جہاں اس نے اپنا رسول بھیجا ہے - جس کو ہم بڑی بستی کہتے ہیں - ضرور نہیں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی بستی بڑی ہو - حضرت ابراہیم عور نامے گاؤں میں پیدا ہوئے تھے - جو چند گھروں کا گاؤں تھا - اور شہر بابل کے قریب تھا - حضرت عیسیٰ بیت اللحم نامی گاؤں میں ہوئے - جو یروشلم کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے - مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی بستی ہے - کیونکہ خدا تعالیٰ کا نور وہاں سے چمکا - والسلام

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک معجزہ

جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور و جناب مولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل اور خاکسار موضع مونگ ضلع گجرات میں تبلیغ کے لئے گئے تھے - ۹ اپریل کو دن کے وقت احباب کی ایک مجلس میں ذیل کے واقعہ نے خاص روحانی لطف بخشا!

موضع مونگ کے رہنے والے چودہری عمر بخش زمیندار ہیں - جن کی عمر اس وقت ۶۵ سال ہے اور جو حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر اولین بیعت کرنے والوں سے ہیں - وہ بیان کرتے ہیں جب میں حضرت صاحب کے دربار میں بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا - اور حضور نے عصر کے بعد بیعت لی - تو میں نے عرض کیا - کہ گاؤں کے لوگ ہمیں کنوئیں سے پانی بھرنے نہیں دیتے - اور تنوروں میں روٹی لگانے دیتے ہیں - نہ مسجدوں میں نماز پڑھنے دیتے ہیں" حضورؑ نے فرمایا - ایک وقت آئے گا کئی مسجدیں تمہارے قبضہ میں ہونگی" آج مونگ میں تین مسجدیں احمدیوں کے قبضہ میں ہیں - خدا کے پیارے نے جو کہا تھا سو پورا ہوا - اور کیوں نہ ہوتا - کہ ؎

گفتہ او گفتہ اللہ بود

پھر جب کہ حضور بیعت لے چکے - تو میں نے عرض کیا کہ حضور مدت سے میرے پیٹ میں تلی بہت بڑھی ہوئی ہے - اس مرض سے شفا پانے کی میرے لئے دعا فرمائیں - اور میں نے اپنا کرتا اٹھا کر پیٹ دکھایا حضور نے میرے پیٹ پر اپنا دست مبارک پھیرا - اور پھر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بہت دیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک تعلیم کے خطرناک نظارے

"یا"

"ستی اور دختر کشی کی اصل وجہ"

گذشتہ سے پیوستہ

آریہ ورت میں اس قسم کے رسم ستی اور دختر کشی کا اصل ذریعہ کیا ہے؟ اور کس مہربان کی مہربانی کا نتیجہ ہے؟

آریہ ورت کی قدیم تاریخ پر نظر کرنے سے (یعنی جب کہ اس کا نام آریہ ورت نہیں تھا) معلوم ہوتا ہے۔ کہ آریوں کے یہاں آنے سے پہلے ایسی خرابیاں موجود نہ تھیں۔ بلکہ ان اصولوں سے بھی وہ آگاہ نہ تھے۔ جن کی بنیاد آریوں نے رکھی ہے یا جس کا بقول ان کے ست ودیاؤں کی پستک نے سبق پڑھایا ہے۔ آریوں کے آنے سے پہلے جو قومیں یہاں آباد تھیں۔ ان کا بقیہ اب بھی موجود ہے۔ اب اگرچہ وہ بہت کچھ ان کے ساتھ گھل مل گئے ہیں۔ مگر تاہم اصولاً بہت کچھ ان میں اور ان میں فرق ہے۔ اور وہ فرق بھی ایسا ہے۔ کہ جو ان میں اور ان میں حد فاصل قایم کر کے اصل حقیقت کا اظہر من الشمس کر دیتا ہے۔ اور اس بات پر کھول کر بحث کرنے کے لئے موقع نصیب کر دیتا ہے۔ کہ خرابی کا منبع کونسے وجوہات ہیں۔

آریوں کے یہاں آنے سے پہلے یہاں سنتھال بھیل اور گونڈ وغیرہ اصل باشندے آباد تھے۔ اور آریہ ابتدا میں سنٹرل ایشیا میں رہتے تھے۔ مگر زمانہ کی گردش سے یا یہ سمجھو۔ کہ اپنے اعمال نیک اور بد کی وجہ سے کچھ تو یورپ اور ممالک غرب میں جا کر آباد ہوئے۔ اور کچھ ہندوکش پہاڑ کے راستوں سے گذر کر پنجاب اور شمالی ہندوستان وغیرہ میں پھیل گئے۔ اور انہوں نے یہاں آ کر یہاں کے باشندوں سے جنگ کر کے اور جنگ میں ان کو شکست دے کر بعضوں کو ملک بدر کر دیا۔ چنانچہ بہت سے پہاڑی علاقوں میں جا چھپے۔ اور بہت سے جنگلی اور خانہ بدوش قومیں بن گئے۔ جنہوں نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ تدبیر سوچی۔ کہ آج یہاں اور کل دوسری جگہ پرسوں تیسری جگہ وغیرہ جا کر ڈیرے لگائیں۔ تاکہ وہ آریہ قوم کی شرارتوں اور بے جا زیادتیوں سے محفوظ رہ سکیں۔ اور باقی ماندہ جو یہاں کے باشندے تھے۔ جو یہاں سے کسی طرف کو بھاگ نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے آریوں کی چاکری اور خدمت گذاری کرنے کا اقرار کر کے اور ان کے عقاید کی تائید کرنے اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے کا جوا اپنی گردن پر رکھنے کا وعدہ کیا۔ جن کی آریوں نے اس صورت میں جان بخشی کی۔ کہ وہ نیچ اور شودر کی حیثیت میں رہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ سے آج تک ان کو نیچ اور شودر آریہ لوگ کہتے آئے ہیں۔ مثلاً۔ بھنگی۔ ڈوم۔ چمار۔ چوہڑے دبگی (؟) جھیور (کہار) اور خانہ بدوش قومیں وغیرہ جو یہاں کے اصل باشندے تھے۔ جو آریوں کے ظلم اور جور سے ایسے نیچ گنے گئے۔ کہ ان کا نام انہوں نے شودر رکھا۔ افسوس! کہ ایک وہ قوم جو اس ملک کی حاکم اور والی تھی۔ اور ایک زمانہ میں ان کا سکہ یہاں بیٹھا تھا۔ ان پر فتح پانے کے بعد آریوں نے ایسے مظالم و سختی کے آرے ان پر چلائے۔ کہ ان کے ساتھ نہایت ہی گندے اور ناپاک سلوک کئے اور اپنے شیخی اور فخر اور تکبر کا ایسا بُرا نمونہ دکھلایا۔ کہ اپنے برابر ان کو بیٹھنے اٹھنے اور چلنے پھرنے سے بھی روکا۔ اور علم جیسی دولت سے محروم رکھنے کا بھی اعلان کر دیا۔ جس کی وجہ سے جہالت اور گمراہی کے دریا میں وہ غرق ہو گئے۔ اور اب ان کی حالت یہ ہو گئی۔ کہ ان کی اصلیت ہی مٹ گئی۔ اور بجائے اس کے ان کے نام بھی عجیب ہی قسم کے مشہور ہو گئے ہیں۔ اور کام بھی ان کے سپرد ایسے کئے گئے۔ کہ جس کے باعث وہ رذیل ہی سمجھے جاویں۔ آریوں کے حسن اخلاق کے یہ قوامن وقت کے نمونے ہیں۔ جب کہ ان میں بل بوتا تھا۔ مگر اب جب کہ کچھ بھی کوئی ایسی طاقت نہیں ہے۔ تو خواہ مخواہ کی ڈینگیں مارتے اور شیخی بگھارتے ہیں۔ جس سے کسی عقلمند کے نزدیک بھی ان کی یہ کاروائیاں قابل تعریف نہیں ہو سکتیں ؛

آریوں کی پچھلے سمے کی کاروائیوں کو ملاحظہ کرتے ہوئے۔ ہر ایک کے دل سے یہی دعا نکلتی ہے۔ کہ خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔ ورنہ یہی حال پھر دوسروں کا بھی ہو گا۔ یا آریہ مہاشے کریں گے جیسے کہ سنتھال۔ بھیل۔ اور گونڈ کا کیا ہے اور یہی وہ وجہ ہے۔ کہ آریوں... کی سوراج کی کوششوں کے ساتھ کسی خیر خواہ بنی نوع انسان اور دور اندیش نے اتفاق نہیں کیا۔ اور درحقیقت کرنا بھی نہیں چاہیئے تھا۔ کیونکہ جن ذات شریفوں کے یہ خیال ہوں۔ کہ ویدوں کا نندک ہمارے نو استھان میں رہنے نہ پاوے۔ اور اس کو دیش نکالا دیا جاوے۔ اور اس کے نمونے انہوں نے دکھلا بھی دیئے ہیں۔ ان ذات شریفوں سے بجز نقصان اور تباہی کے اور کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ کیونکہ ان کے سر میں خودی اور خود سری اور صرف اپنی ہی بھلائی کا سودا ہے۔ دوسروں کے بھلے کی طرف بالکل نظر نہیں ہے۔ جن سے یہ ہونا ناممکن نہیں۔ کہ وقت پر طوطا چشمی کرنے سے بالکل نہ چوکیں۔ جیسے کہ اس سے پہلے کیا ہے جس کے باعث یہاں کے اصلی باشندوں کو ایک عرصہ دراز تک علم سے بالکل بے بہرہ رہنے کا قانون پاس کر لیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ہوتے ہوتے اس قوم کے باقی ماندہ افراد بالکل جاہل بن گئے اور اب ان کا حال یہ ہے۔ کہ وہ کسی شمار و قطار

باقی آئندہ نمبر میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ جناب حضرت اقدس محی الدین اورنگ زیب علیہ السلام کو جنت کی سبیل کا پانی پلاوے۔ کہ آپ نے اپنے عہد معدلت مہد میں اس قانون کو توڑ کر سب کو تعلیم دینے کا قانون پاس کر کے سب کو علم جیسی دولت سے حصہ لینے کی طرف مائل کیا۔ جس کے بعد سے آج تک یعنی برٹش گورنمنٹ کے زمانہ تک جو خود بھی علم کی حامی ہے۔ اور کہ جس نے علم کے حاصل کرنے کے بہتر سے بہتر سامان مہیا کئے ہیں۔ یہ دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ اب بہت سے ان لوگوں میں سے بھی علم سے بہرہ ور ہو گئے ہیں۔ اور بعض اچھے عہدوں پر بھی ممتاز ہیں ؛

غرضیکہ باوجودیکہ اس قوم کے افراد کو آریوں نے اپنا داس بنا لیا تھا۔ اور ویدوں کی تائید کرنے کا حکم دیا تھا۔ مگر تاہم انہوں نے عملی طور پر ویدوں کے اصولوں پر عمل درآمد کرنے سے پہلو تہی بھی کی ہے۔ جیسے کہ ان کے ہاں کی ضروری رسومات اور رواج میں ملاحظہ ہوتا ہے۔ مثلاً وہ نکاح ثانی مرد کا بھی کر دیتے ہیں۔ اور عورت کا بھی گویا کہ ان کے نزدیک نکاح ثانی مرد و عورت کا کسی صورت میں بند نہیں ہو سکتا۔ ہر وقت اور ہر حالت میں ضرورت کے وقت ہو سکتا ہے۔ اور نہ صرف ثانی بلکہ ثالث اور اس سے بھی زیادہ بار۔ جس سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ یہ وہ تعلیم ہے جو کہ ان قوموں میں ان کے مروجہ رسم اور مذہب کی ہے۔ جو نسلاً بعد نسلاً باوجود ویدک تعلیم کی خوبی کے اقرار کے جائز مانی جاتی ہے اور جاری ہے۔ جو اس قسم کی بدیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے بے شک کافی ہے بجائے آریہ اصول کے لحاظ سے ہونی ممکن ہے۔ اور کہ جس کے نمونے بعض جگہ دیکھنے میں بھی آئے ہیں۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ساری بدیوں کی جڑ ویدوں کی ناقص تعلیم ہے۔ یہ ملک سفاک اور ظالم جب سے ہی بنا جب سے کہ اس کا نام آریہ ورت رکھ کر ویدوں کی تعلیم کا رواج دیا گیا۔ اور اس ملک میں باہر سے آئی ہوئی اور ویدک تعلیم کی پابند صرف تین ہی قومیں نظر آتی ہیں۔ برہمن۔ کھشتری۔ ویش۔ کیونکہ انہیں تینوں میں نکاح ثانی کا حکم نہیں۔ مگر شودروں میں جائز ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید ابتداء میں تین ہی قوموں کی ہدایت کے لئے رچائے گئے تھے۔ مگر بعد کی چوتھی قوم کو جو یہاں کی اصل رہنے والی قوم تھی اپنے ساتھ خادمانہ تعلق جوڑنے کے لئے اپنی قوم تسلیم کر لیا گیا۔ جس کا کام صرف یہ مقرر کر دیا گیا۔ کہ وہ صرف خدمت گذاری میں عمر عزیز کو ختم کریں۔ ان کو علم حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اور نہ ویدک اصولوں پر چلنے کی چنداں حاجت ہے۔ ہاں زبان سے ویدوں کو برا کہنا یا ان کی توہین کرنا ان کے لئے ناجائز ہے۔ اس کے سوا اور ویدوں سے ان کا کچھ تعلق نہیں چنانچہ اسی لئے وہ ویدک تعلیم کے اصول پر چلنے پر مجبور نہیں کئے گئے۔ کہ مرد کا یا عورت کا نکاح ثانی نہ کریں۔ اسی لئے وہ شوق سے اپنے ہاں کے پہلے رواج کے مطابق اس پر عمل درآمد کرتے رہے۔ اور اب تک کرتے ہیں ؛

بہر کیف یہ ملک آریہ ورت بن کر اور ویدوں کی تعلیم کا رواج یہاں ہونے سے یہ خرابی برپا ہوئی کہ ایسے ایسے نظارہ ملاحظہ میں آنے لگے۔ کہ عورت کے ساتھ حسن سلوک اور مروت کے برتاؤ کا حکم ہی ویدوں میں نہیں ہے۔ اور نہ ان کے ساتھ انسانیت کے لحاظ سے ہمدردی کرنے کا حکم ہے۔ اور اگر کہیں بظاہر نظر بھی آتا ہے۔ تو دوسری جگہ علی الاعلان اس کی تردید بھی موجود جس سے پہلے بیان کی من کل الوجوہ تردید ہو جاتی ہے۔

یہ سچ ہے۔ کہ عورتوں کی اس ملک میں اس کا نام آریہ ورت ہو جانے کے بعد کچھ بھی حیثیت نہیں سمجھی گئی۔ اگر کچھ سمجھی گئی تو ناقص اور ساتھ بہت ہی بری ہستی سمجھی گئی۔ اور اسی لئے او بدا کر ان کے ساتھ ایسے حرکتیں کرنے کے حکم دیئے گئے ہیں۔ کہ جن کا بیان ایک دفتر سے کم نہیں ہے اور یہی وہ وجہ ہے۔ کہ اس تمام بیان کی اس مختصر سی تحریر میں گنجائش نہیں۔ البتہ یہ ظاہر کر دینا اس میں ضروری ہے۔ کہ ہندوؤں کے دھرم شاستر میں منو مہاراج مرد کو پانچ عورتیں ایک ساتھ رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور ایک عورت کے بعد دوسری عورت سے بیاہ کرنے کے بھی وہ موید ہیں۔ جس کا اکثر ہندوؤں میں رواج ہے۔ یعنے ہندو مہاشے کی عورت مر جاتی ہے۔ تو وہ دوسری کنواری اور باکرہ عورت سے دوبارہ اپنی شادی کر لیتا ہے۔ مگر عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ وہ خاوند کے مرنے کے بعد نکاح ثانی کسی کنوارے یا بار نڈوے سے کر سکے۔ ہاں اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ فطرتی جذبات کو دبائے ہوئے ساری عمر مردہ خاوند کا سوگ کرتی رہے ؛ یا نیوگ کرتی رہے ؛

(باقی دارد)

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بخیریت تمام فائز المرام امرتسر سے لیکچر دے کر ۱۵ ؍ اپریل کو داخل دارالامان ہوئے اس دفعہ امرتسر کے شر الناس نے جو اپنے اسلام کا نمونہ دکھایا ہے۔ وہ ان کے لئے چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا نمونہ ہے۔ انشاء اللہ امرتسر کی سرزمین اس خمیازہ کو جلد بھگتیگی۔ اور بری طرح بھگتے گی۔ شیاطین الانس نے جو بیہودہ حرکتیں کی۔ اور خنزیری صفات کا اظہار کیا وہ ان کے لئے باآسانی جہنم تک پہنچانے کا ذریعہ یعنی امداد ابلیس ہو گیا۔ فبشرہ بعذاب الیم ؛

درخواست ۔ شیخ فیض محمد صاحب دال بندین سے اپنے بھائی کے لئے امتحان میں کامیابی کی دعا کے لئے درخواست ہیں۔ جو بی اے کا امتحان دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے احباب دعا کریں۔ کہ خدا اس کو کامیاب کرے۔ آمین ؛

احمدیہ یتیم خانہ کے بچوں کے واسطے پارچات گرما اور کتابوں کے لئے جو فاروق میں تحریک کی تھی۔ اس کا اب تک جواب احباب نے نہیں دیا۔ فوری توجہ کی ضرورت ہے ؛

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور میر قاسم علی صاحب پروپرائٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا)